مولانا عبید اللہ عفیف

# اَلِاسْتِفْتَاء

جناب میاں محمد الدین صاحب!

آپ کے طول وطویل سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک حافظ صاحب نے اول تو اپنی پہلی بیوی کو ایک عرصہ سے بلا طلاق گھر سے نکال رکھا ہے۔ اور بے چاری اپنے میکے زندگی گذار رہی ہے۔ دوم یہ کہ ایک شرابی، جو کہ مخبوط الحواس ہے، نے مسجد کے لاوڈ سپیکر سے نالیوں کے بارے میں اعلان کیا۔ جس پر حافظ صاحب کی اس سے تو تکار اور گالی گلوچ ہوئی۔ بعد ازاں اس حافظ نے بذریعہ مولا بخش نمبردار، دو سو روپے رشوت میں دے کر اس خبطی کو گرفتار کروا دیا۔ بعد میں جب ۱۵/۷ ت پ کے تحت فریقین کا چالان ہونے لگا تو حافظ صاحب نے مزید رشوت دے دلا کر ایک بالکل بے قصور اور بے گناہ آدمی (نواب موچی) کا چالان کروا دیا۔ کیا ایسا حافظ امامت کے اہل ہے یا نہیں، اس کی اقتدا میں ہماری نماز ہوگی یا کہ نہیں؟ —— اب اس کا جواب ملاحظہ فرمائیے

بشرطِ صحت سوال، حافظ صاحب موصوف جہاں اپنی پہلی بیوی کے جائز اور بنیادی حقوق تلف کر کے، اسے گھر سے نکال باہر کر کے حقوق العباد کے تارک قرار پاتے ہیں وہاں چشم بد دور دشنام طراز، راشی، جعل ساز، ظالم، دھوکہ باز اور پورے پورے عیّار بھی ہیں۔ جب کہ کسی مسجد کی امامت، انتہائی مقدس اور واجب الاحترام منصب ہے۔ لہذا مسجد کی امامت کسی دشنام طراز، راشی، جعل ساز، ظالم، دھوکہ باز، کذاب اور فتنہ پرداز کے برعکس بار، راشد، صادق، رحیم وشفیق، خلیق ومتدین اور متقی پرہیز گار کا حق ہے۔ تاکہ فاسق اور فریب کار کی اہانت اور سبکی ہو سکے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ۔ سورۃ بقرہ۔

کہ میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اس کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ "یعنی نمے رسد عہدہ خدمت ومنصب من بظالماں خواہ نبوت باشد وخواہ امامت وخواہ خلافت باشد، خواہ ولایت بموجب شرع شریف ظالماں وفاسقاں رانباید" فتاویٰ نذیریہ، ص۴۹۵ ج ۱، یعنی ظالموں کو کوئی عہدہ، خدمت ومنصب خواہ نبوت ہو یا امامت وخلافت

نہیں مل سکے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

اِجْعَلُوا اَئِمَّتَکُمْ خِیَارَکُمْ فَاِنَّهُمْ وَفْدُکُمْ فِیْمَا بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ رَبِّکُمْ۔ رواہ الدارقطنی صـ۱۹۷ البیھقی صـ۹۰ ج۳۔ وقال البیھقی اسناد ضعیف کذا فی مرعاۃ المفاتیح صـ۱۱ ج۲۔

کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے میں سے اچھے لوگوں کو اپنا امام بنایا کرو، کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں تمہاری نمائندگی کرتے ہیں۔

وقد اخرج الحاکم فی ترجمۃ مرثد الغنوی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم: اِنْ سَرَّکُم اَنْ تُقْبَلَ صلوتکم فلیؤمّکم خیارُکُم فانھم وفدُکم فیما بینکم وبین ربکم، ویؤید ذالک حدیث ابن عباس المذکور فی الباب نیل الاوطار صـ۱۸۶ ج۳۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اپنی نمازوں کو مقبول دیکھنا پسند کرتے ہو تو تمہارے امام تمہارے نیک لوگ ہونے چاہئیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں تمہارے نمائندے ہوتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حسب سوال حافظ صاحب موصوف نہ صرف یہ کہ وہ ایک عرصہ سے اپنی پہلی بیوی کے شرعی اور بنیادی حقوق پامال کر رہے ہیں جو کہ توبہ سے بھی معاف نہیں ہوں گے۔ بلکہ وہ راشی، جعل ساز، ظالم، دھوکہ باز اور فتنہ پرداز بھی ہیں۔ لہذا وہ ان جرائم اور مثالب کی وجہ سے امامت ایسے مقدس اور واجب الاحترام منصب کے شرعاً اہل نہیں رہے۔ ایسے امام صاحب کو از خود امامت سے سبکدوش ہو جانا چاہیئے۔ تاکہ نمازیوں کی روح مجروح نہ ہو۔ اگر وہ باایں ہمہ مثالب و جرائم کے پھر بھی امامت پر مصر ہوں اور مقتدی حضرات اس کو برطرف کرنے کی اپنے اندر قدرت نہ رکھتے ہوں یا پھر اس کی برطرفی کے پس منظر میں جماعتی نظام متاثر ہونے کا خطرہ منڈلا رہا ہو تو پھر بامر مجبوری اس کی اقتداء میں نماز جائز ہوگی۔ یعنی فرض تو ادا ہو جاتا رہے گا تاہم نماز کی روح ضرور متاثر ہوگی۔ ہاں اگر وہ توبہ کر لیں تو پھر بلاشبہ ان کی امامت صحیح ہوگی۔